

بانو:- اگر میں دستک دوں تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ میں گھر کے اندر نہیں تھی  
باہر تھی۔

گل شیر:- اب کیا کرو گی؟

بانو:- (مشجعتے ہوئے) اب تم کیا کرو گے گل شیر  
گل شیر:- میں؟

بانو:- اگر میں دستک دیتی ہوں تو اندر سے موت باہر آئے گی... اب میں تمہاری  
ذمہ داری ہوں گل شیر

(گل شیر کچھ جھگٹتا ہے اور پھر حسن بانو کا ہاتھ پکڑ کر گاؤں سے باہر نکل جاتا ہے)

فليش بيک ختم —————

میں نے ایک مرد کی طرح حسن بانو کو اپنی ذمہ داری سمجھا اور شہر جا کر اس کے ساتھ نکل ج  
کر لیا۔ ہم گاؤں تو واپس نہیں جاسکتے تھے۔ اس لیے میں نے وہیں ایک کوٹھری کرنے  
پر لی اور جچھوٹی موٹی مزدوری کرنے لگا۔ اس طرح چار ماہ گذر گئے۔ ایک روز میں  
مزدوری کرنے کے گھر واپس آیا...。

فليش بيک شروع —————

گل شیر کوٹھری کے دروازے پر دستک دیتا ہے۔ حسن بانو کھوتی ہے۔ وہ بے حد  
خوش ہے۔

حسن بانو:- گل شیر تمہارا بابا آیا ہے۔

گل بانو:- بابا؟ کونے ہیں بیٹھا جہاں شیر اٹھتا ہے۔ دونوں گلے ملتے ہیں۔  
جہاں شیر:- (اپنی اولاد سے شدید محبت کرنے والا بوڑھا ہے) میں بہت مارا مارا  
پھر تمہیں تلاش کرنے کے لیے گل شیر...。

گل شیر:- مجبوری تھی بابا... لیکن میں بہت اداس تھا تمہارے لیے۔

چہان شیر:- اور میں بھی... میں بھی (اب مختلف انداز میں بولتا ہے جیسے کچھ چپار ہے،) میں تم دونوں کو لینے آیا ہوں۔

حسن بانو:- نہیں بابا۔

گل شیر:- گاؤں والے ہمیں مارڈالیں گے بابا۔

چہان شیر:- کوئی ماں ایسی نہیں ہے جس کا بیٹا میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھائے...۔

گل شیر:- ہمارے بعد جرگہ بیٹھا تھا؟

چہان شیر:- جو گے کافی صد تھا کہ گل شیر اور حسن بانو نے اگر شادی کر لی ہے تو وہ گاؤں واپس آ سکتے ہیں۔

گل شیر:- سچ بابا؟... حسن بانو میں نے صرف تمہارے لیے گاؤں چھوڑا تھا درد نہیں اپنے گھر کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا... چڑواٹھا اور سامان۔

### فلمیش بیک ختم —————

ہم دونوں خوش بانو کے ساتھ چلے گئے گاؤں پہنچتے ہی حسن بانو کے بھائی اور باپ آگئے۔ ان کے آتے ہی پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت میرے باپ اور بھائیوں نے مجھے زمین پر گرا لیا اور پھر میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اُدھر حسن بانو کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ میرے باپ نے مجھ سے دھوکہ کیا تھا۔ جو گے کافی صد تھا کہ میرا باپ لڑکی کو واپس لائے۔ اور پھر ہم دونوں کو دہی سزادی جائے جو حسن بانو کے بھائی اور باپ تجویز کریں۔

(مندرجہ بالا مکالمے کے دوران فلمیش بیک استعمال کیا جائے جس میں شیر گل اور حسن بانو کوٹھڑی بے دردی سے باندھ کر انہیں کوٹھڑیوں میں بند کیا جا رہا ہے۔ اس میں ایک شاث شامل کیا جائے۔ دو پہنچی توڑے دار بند و قیس ایک کونے میں رکھی ہیں۔ ان کی طرف دو ہاتھ بڑھتے ہیں، اٹھاتے ہیں اور پُل آٹھ کرنے پر

دہ حُسن بانو کے دلو جوان بھائی ہیں، جن کی آنکھوں میں خون اُترنا ہوا ہے،  
اگلے روز حُسن بانو کا باپ ہمارے گھر آیا۔

### فليش بيك

(حُسن بانو کا باپ اور جہان شیر آمنے سامنے کھڑے ہیں)

**حُسن بانو کا باپ :-** گل شیر میرے ہاتھ دیکھ رہے ہو؟ میں ان کو دھوکر آیا ہوں.  
(مختصر خاموشی) میں نے اپنے صحن کی منی کو برابر کر دیا ہے۔ اس کے نیچے حُسن بانو  
کا مردہ جسم ہے۔

جہان شیر:- تم نے ظلم کیا... تم کہتے تھے کہ انساف کریں گے۔

**حُسن بانو کا باپ :-** جرگے کا فیصلہ تھا کہ جو میں کہوں گا وہ تم ہمیں کرنا ہو گا....  
میری بیٹی اس وقت زمین کے اندر ہے۔ بکل چیز تک تمہارے بیٹے کو بھی اس  
کے پاس ہونا چاہئے۔ یہی میرا فیصلہ ہے۔

### ڈزالو

(رات کا وقت۔ گل شیر بندھا پڑا ہے۔ جہان شیر آتا ہے۔ بیٹے میں سے خبر نکالتا  
ہے۔ مگر اسے مار نہیں سکتا۔ گل شیر اندھا پڑا ہے۔ (ڈزالو) دوبارہ آتا ہے۔ خبر  
نکالتا ہے اور بکمل ارادے سے گل شیر کو سیدھا کرتا ہے۔ خبر رکھتا ہے۔ گل شیر جنم  
طلب نظروں سے دیکھتا ہے۔ پھر جہان شیر کے چہرے پر کوئی ماں ایسی نہیں ہے جس  
کا بیٹا میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھائے؟ اور لیپ ہوتا ہے۔ خبر نہیں آتا ہے اور پھر  
وہ جلدی سے اس کے پاؤں اور ہاتھ کھولتا ہے اور غصتے سے تقریباً دھکیلتا ہوا  
اسے گھر سے باہر نکال دیتا ہے۔

### فليش بيك ختم

میں گاؤں سے بھاگا اور سحر میں گم ہو گیا۔ مجھے آنا کر دینے کے جرم میں حُسن بانو کے

بھائیوں نے میرے سب سے بڑے بھائی کو قتل کر دالا... اور میں صحرائیں جمُر رہا پچاس  
برس کیونکہ میں گھر واپس نہیں جا سکتا تھا... وہاں موت میری منتظر تھی....  
میں اپنی زندگی کی خاطرو بیرانوں اور بیبا بانوں میں گھومتا رہا۔ سو اسے کسی اشہد ضرور  
کے کسی ذی رُوح سے بات تک نہ کی۔ البتہ جب رات ہوتی تو صحرائی تہماں میں میں  
ریت پر لیئے ہوئے حُسن بالو کا چہرہ میرے سامنے آ جاتا۔ میں اس سے باقیں کرتا رہتا۔  
پھر حُسن بالو کا چہرہ توجان ہی رہا۔ مگر میں بوڑھا ہو گیا۔ میرے چہرے کی جھپڑوں میں  
ریت بھرنے لگی۔ مجھے گھریاد آنے لگا۔ اس کی دیواروں اور دروازوں کی چاہت کے  
لیے چھوٹے بچے کی طرح بلکنے لگا۔ زمین کی کشش نے مجھے بے بس کر دیا اور...  
کل پچاس برس بعد میں اپنے گھر جاؤں گا۔ وہاں کوئی تو زندہ ہو گا۔ کوئی بہن،  
بھائی... کوئی بھی نہ ہوا تو گھر تو ہو گا۔

(کبھی دم بخود پیشی ہے۔ اپنے سر کو جھلکتی ہے جیسے یقین نہ آ رہا ہو)

کبھی :- یکن پاپا اگر حسن بالو کا کوئی رشتہ دار زندہ ہو تو؟  
گل شیر :- وہ میرے انتظار میں ہو گا۔

کبھی :- پھر آپ کیوں واپس جاتے ہیں؟

گل شیر :- کیوں؟ میں اپنے گھر کے لیے اداں ہوں، اپنے گاؤں کی مٹی کی خوشبو  
سو نگھنا چاہتا ہوں... چلہے وہ تیر کی مٹی ہی کیوں نہ ہو۔

کبھی :- آپ کا گھر یہاں سے کتنی دور ہے پاپا؟

گل شیر:- (ایک طرف دیکھتے ہوئے) وہ... اُدھر... اس پیٹے کے پیچے۔

کبھی :- آپ ابھی جائیں گے؟

گل شیر:- (سر ہلاکر) میں دن کی روشنی میں اپنا گھر دیکھوں گا... کل بیجھے...  
الشادا۔

کیٹی ۔ ۔ (جھکتے ہوئے) کیا میں آپ کے ساتھ ۔ ۔ میرا مطلب ہے تھوڑی دلتک آپ کے ساتھ جاسکتی ہوں ۔

مغل شیر ۔ ۔ (مسکرا کر) اگر حسن بالوں کی کوئی بیٹی ہوتی تو آج اس کی بیٹی تمہارے جتنی ہوتی ۔ آجانا ۔ ۔ میکن صرف اس ٹیلے تک ۔ ۔ گاؤں کے اندر کا کیا پتہ، دہان گھر کے دروازے گھٹے ہوں یا موت کی باہمیں ۔ ۔

— ۶۲ —

دالگی عصع، بگل شیر اور کیٹی چل رہے ہیں۔ ٹیلہ آتا ہے۔ بگل شیر، کیٹی کے ماتھے پر بوسہ دیتا ہے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ کیٹی آبدیدہ ہے، اس کا پازدہ پکڑ کر رکنے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ کیمرہ کیٹی کی پشت سے شاٹ لیتا ہے۔ کیٹی کا کندھا ۔ ۔ ۔  
 بگل شیر ٹیلے سے اُتر رہا ہے۔ پھر ایک پُرانی کوٹھری کا دروازہ گھلتا ہے جس میں وہی توڑے فاربند قبیل رکھی ہیں۔ ان کی طرف دور عستہ زدہ ہاتھ پڑھتے ہیں۔ بندوقیں اٹھاتے ہیں۔ پبل آڈٹ کرتے ہیں تو وہ حُسن بالوں کے پورے ہے اور کمزور بھائی ہیں اور ان کی آنکھوں میں خون اترنا ہوا ہے۔ بکٹ کر کے واپس آتے ہیں۔ تو بگل شیر گاؤں کے اندر داخل ہوتا ہے۔ لانگ شاٹ میں۔ اب دوسرا شاٹ گاؤں کی طرف سے ٹیلے پر کھڑی کیٹی کا ہے۔ کیمرہ زدمان ہو رہا ہے، اور اس کے ساتھ سپنس کی موسیقی ہے۔ جب کیٹی کا ۷۸ BC آتا ہے تو اس کا چہرہ کانپ رہا ہے۔ ایک فائر کی آواز کیٹی کا پتی ہے۔ دوسرے فائر کی آواز کیٹی بے تھاشار دنے لگتی ہے۔ روتنی رہتی ہے۔ گاؤں کی طرف دیکھتی رہتی ہے۔ جو سنسان ہے، کیٹی کے رد نے کے دریان کوئی موسیقی نہیں، صرف خاموشی ہے۔ پھر کیٹی کی سیکیوں کے درمیان جیپوں کے انجنوں کی آواز دھیرے دھیرے ابھرتی ہے۔ آواز بلند ہوتی ہے پھر بالآخر بند ہو جاتی ہے۔ اسی لمبے ٹیلے کی دوسری جانب تین جیپیں رکتی ہیں۔ تیمور

اُتر کرٹیلے پر کھڑی کئی کو دیکھتا ہے جو گاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے روانہ ہی ہے۔  
اور پھر آہستہ آہستہ یہور کئی کی جانب بڑھنے لگتا ہے۔

— CUT —

اختتام

---



---

# ○ عجت پذرا م کیا

درمیانے درجے کا ایک گھر۔ خود رت کی ہر شے موجود مگر پرانی طرز کی۔ اشیاء قرینے سے بھی ہیں۔ تمام عمر سنپر کلر کی میں گزارنے کے بعد بطور سپر سنڈنٹ ریٹائر ہونے والے ایک شخص کا گھر۔ واحدی ساٹرائینگ روم۔ ایک مشترکہ بیڈ روم، باورچی خانہ۔ مختصر سا با غصہ۔

## سین نمبرا

رات کا پچھلا پھر۔ مشترکہ بیڈ روم۔ ایک طرف ماں اور باپ گھری نیند سوئے ہوئے ہیں۔ بند کھڑگی کے قریب صابر کا بستر ہے۔ کھڑگی کے شیشوں میں سے سگلی کے پار کا ایک کھما نظر آ رہا ہے۔ سکھبے پر جعلی کا بلب روشن ہے۔ صابر بے چینی کے کرویں بدل رہا ہے۔ اس کی آنکھیں سُخنی ہیں۔ بار بار سر ہانے تلتے کھنی گھڑی نکال کر وقت دیکھتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد گی میں سے ایک آدھ رکشا یا ٹرک گزرنے کی آواز آتی ہے۔ پھر حڑپوں کے چھپہانے کا ہلکا ہلاکا شور۔ صابر کر دٹ بدل کر کھبے پر جلتے بلب پر نظری جمادیتا ہے، جیسے وہ جانتا ہے کہ یہ اب ٹل ہونے کو ہے۔ ایک مختصر وقفے کے بعد بلب ٹل ہو جاتا ہے۔ مگرے ہیں تاریکی بڑھ جاتی ہے۔ مگر صحیح کے آثار نمایاں ہیں صابر دبے پاؤں چہروں کی طرح انتہا ہے۔ کمبل لپیٹ کر باہر جانے لگتا ہے۔ زمین پر پڑا

گلاس اُس کی ٹھوکر سے گرتا ہے۔ باپ اپنی چھڑی کو ٹھوٹتا ہوا آنکھیں کھولتا ہے۔

باپ :- کون ہے؟

صابر خاموش کھڑا رہتا ہے۔

باپ :- (قدر سے بلند آواز سے) کون ہے؟

سابر بُت بنائکھڑا ہے۔

باپ :- میں کہتا ہوں....

ماں اُنگھتے ہوئے سراٹھاتی ہے۔

ماں :- (بات کاٹ کر) آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کون ہے۔ ہمارے گھر میں  
منہ اندھیرے اور کون اٹھتا ہے۔

باپ :- (بستر پر بیٹھتے ہوئے) اچھا اچھا۔ صابر بیٹھا ہے۔ مجھے روزہ یا دنہیں  
رہتا۔ اکمیل منہ پر ڈالتے ہوئے) بھی کم از کم جواب تودے دیا کرد۔

صابر فقرہ مکمل ہونے سے پیشتر، یہ باہر نکل جاتا ہے۔ اس دروازے میں سے جو  
صحن میں کھلتا ہے۔ صحن، چھوٹا سا بارا مدد ہے جس میں ایک آنام گرسی رکھی ہے۔  
گرسی کا ایک بازو دلوٹا ہوا ہے۔ مختصر صحن کو باغیچے کی شکل دینے کے لیے چند گملے  
کنوں میں دھرے ہیں۔ صحن کے درمیان میں کپڑے سکھانے کے لیے ایک رستی تی  
ہوئی ہے۔ مشرقی دیوار قدر سے شکستہ ہے۔ صابر گرسی کا زاویہ درست کرتا ہے۔  
اور پیچہ کر مشرقی دیوار کے عین اوپر نیم سیاہ آسمان کے مکڑے پر نظر میں جما دیتا  
ہے۔ آہستہ آہستہ باہر بھی میں گزرنے والی ٹرینک بڑھتی جاتی ہے۔ چڑیوں کا شور  
بلند ہوتا ہے۔ اور آسمان کا انکڑا روشن ہونے لگتا ہے۔ پھر سورج دیوار کی ادٹ  
میں سے ظاہر ہوتا ہے۔ صابر کا پھرہ ایک دم سترت سے رکنے لگتا ہے۔ چند ہی بائی  
ہوئی آنکھوں سے سورج کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ اس کے پھرے سورج سے

مجبت یہیں جب تلا ہونے کے سے جلد بات ہیں۔ وہ بالکل بہوت ہے۔ دنیا و مابینہ اسے پہنچ جیسے TRANSCEND ہے۔ اس دوران میں موتیقی بند رنگ بلند ہو رہی ہے۔ بالآخر ایک ہاتھ سورج کی طرف بڑھاتا ہے۔ بند مٹھی کھولتا ہے۔ ایسے زاویے پر جس میں سورج اس کی تحلیل کے درمیان میں دکھائی دیتا ہے۔ مٹھی بند کر لیتا ہے۔ جیسے اس نے سورج کو مقید کر لیا ہو۔ اپنے اندر جذب کر لیا ہو۔ چہرہ پسندے سے تر ہو جاتا ہے۔ فلیش بیک میں ایک پھنسالہ بچے کا ٹرا کلوز اپ۔ بچہ ہستا ہوا کلوز اپ ڈرم۔ تسلیاں پکڑنے کا جال تنا ہوا۔ کلوز اپ۔ بچے کا کلوز مگر چہرے کے آگے جال تنا ہوا۔ بچہ ہستا ہوا۔

بلینگ پسیں۔ اس پسیں میں تسلیاں پکڑنے کا جال نمودار ہوتا ہے اور سٹمل ہو جاتا ہے۔ جال کے ہینڈل پر بچے کا ہاتھ۔

بچے کی بند مٹھی میں جگنو چمک رہا ہے۔ تاریکی میں مٹھی، آنکھیں کی درمیانی جگہ سے روشنی آرہی ہے۔

فلیش بیک ختم۔

بچے کی بند مٹھی پڑا ہستہ آہستہ صابر کی بند مٹھی سپراپورنہ ہوتی ہے۔ کیمرہ ماں پر جاتا ہے۔ جو غاصی دپر سے کواڑ سے لگی صابر کو دیکھ رہی ہے۔ ماں اور صابر کی بند مٹھی کے کلوز۔ ماں صحن کے اندر داخل ہوتی ہے۔ صابر کے آگے اس طرح کھڑی ہوتی ہے کہ سورج اس کی نظروں سے او جعل ہو جاتا ہے۔ صابر ایک مختصر و قتفے کے بعد چونکتا ہے۔ مٹھی نیچے کر لیتا ہے۔

ماں :- سورج کی جانب یوں متواتر دیکھنے سے آنکھیں چند ہیا جاتی ہیں بیٹے۔

صابر :- ہاں! پہلے روشن کرنیں آنکھوں میں آترتی ہیں۔ اس کے بعد نظروں کے سامنے تُرمرے ناچنے لگتے ہیں۔ اور پھر تاریکی اور روشنی آپس میں یوں

مدغم ہوتی ہیں جملاتی ہیں کہ... ہاں شاید آپ درست ہی کہتی ہیں.  
بالآخر انکھیں چند ہیجا جاتی ہیں.

مال :- چلو اٹھو۔ سپڑے بدل کر ناشتہ کرو۔  
صابر :- کروں گا۔ آپ چلئے۔

مال :- چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔  
صابر :- اتنی جلدی بھلی کیا ہے۔ مجھے کون سا کام پر جانا ہے۔  
مال :- (سر جھکا کر) انڑ دیو کسیے جانا ہے۔

صابر :- اکچھے دیر سوچتا ہے اور اٹھ کھڑا ہوتا ہے، ہاں مجھے آج پھر انڈ دیو کے  
لیے جانا ہے۔

### سین نمبر ۲

پاورچی خانہ۔ مال روپیاں پکار رہی ہے۔ ایک چوڑا ہے پر چائے کی کیتی دھری  
ہے۔ جگہ کی تنگی یوں عیاں ہے کہ دیوار میں لکڑی کا ایک چوکور منکڑا لگا کر اس سے میز  
کا کام لیا گیا ہے۔ باپ صبح کا اخبار پڑھ رہا ہے۔ عینک اتار کر میز پر رکھتا ہے اور  
بیوی سے مخاطب ہوتا ہے۔

باپ :- یہ ناشتہ بن رہا ہے یا بیاہ شادیوں والا ماحضر تیار ہو رہا ہے؟ بوڑھے  
ہو گئے ہم تو انتظار کرتے کرتے۔

مال :- یوں کئی مزید بوڑھے ہو گئے۔

باپ :- ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے کار آمد شے "جھوٹ" نای بھی ہوتی  
ہے، کبھی کبھار اس کا استعمال بھی کر لیا کر دیگم۔

مال :- اسی لیے تو ہیں نے بوڑھے کھوست ہیں کہا۔

باپ :- (خوشدلی سے منہ بنا کر) ایک خوشگوار صبح کا ستیا ناس کرنا کوئی تم سے

سیکھے۔

ماں :- آپ پہنچے سے اپنا خبار پڑھئے ریٹائرڈ سپرینڈنٹ نعلام مصطفیٰ صاحب۔  
باپ :- دو مرتبہ پورا خبار پڑھ چکا ہوں بلکہ تلاش گشہ کے اشتہار دل پر  
بھی نظر ڈال چکا ہوں اور کچھ ؟

ماں :- حضورت رشتہ کے اشتہار دل کو بھی ملاحظہ کر لیجیے۔  
باپ :- (ہنسنے ہوئے) کاش تم نے یہ مشورہ آج سے پچیس برس پیشتر دیا ہوتا۔  
بھائی یہ ناشتا کب تیار ہو گا... تم سے تو نگس بیٹی کی غلامی ہی اچھی تھی۔  
یوں پل بھر میں میرے لیے ناشتا تیار کرنی تھی کہ ....  
ماں :- تو بڑھائے رکھتے اسے گریں ساری عمر صرف اپنے ناشتا کی خاطر۔  
باپ :- اللہ میاں اگر یوں چھپر پھار کراس کے لیے اتنا اچھا رشتہ نہ بھیج دیتا  
تو کون کافراس کی شادی کرتا۔

ماں :- (چھپے سے چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اور کسی روز اوپر والے  
حصے کی چھت میری بہن پھاڑ کر پوچھے گی کہ جناب میں اپنی بیٹی کتنے  
برس اور بڑھائے کھوں۔ سنجا لیئے اپنی امانت کو۔

باپ :- اس تاخیر کے لیے بھی تم مجھے قصور وار ٹھہراتی ہو؟ اپنے شہزادے سے  
کیوں نہیں کہتیں کہ فی الحال جس قسم کی ملازمت ملتی ہے قبول کر لے اور  
ماں :- اس کے شایانِ شان کوئی ملازمت ملے تو کرے۔ تم تو چاہتے ہو ہی پڑی  
بھرتی ہو جائے۔ ملکر کر لے مگر تو کری فوری طور پر کر لے۔

باپ :- فوری طور پر؟ غصب خدا کا۔ دو سال ہوئے اسے ایم اے کیے ہوئے۔  
اور پھر کلر کی کرنے میں کیا تحریج ہے۔ آخر میں بھی تو ملکر ...

ماں :- وہ آپ کی طرح دو چار جماعتیں نہیں پڑھا ہوا خیر مجھے اس کے لیے

تاشتہ تیار کرنے دیجیے۔ اس نے انٹرولوگ کے لیے جانا ہے۔

**باپ :** آج پھر جارہا ہے، ماشا راللہ، ماشا راللہ، انٹرولوگینا تو صاحبزادے کام مشغله ہے اور ان میں فیل ہونا بھی۔ مقابلے کے تین امتحانوں میں بیٹھا۔ تحریری ٹیسٹ میں ہمیشہ اول حیثیت مگر انٹرولوگ میں ایسے لئے سیدھے جواب دیتا ہے کہ ہمیشہ فیل ہو جاتا ہے۔ آج بھی حسبِ معمول منہ لٹکاتے گھر آجائے گا۔

**عالشہ :** افضل ہوتی ہے۔ قبول صورت، لباس پر سلوٹیں جیسے ابھی ابھی لتر سے اٹھ کر آتی ہے۔ صابر کی منگیتہ باتیں میں چائے کی ایک پیالی ہے۔ سیدھی ماں کے پاس جاتی ہے۔

**عالشہ :** آداب خالہ جان۔

**ماں :** (سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) آوبیٹی۔ شریا بہن کا کیا حال ہے؟

**عالشہ :** بس چھینکیں نہیں آرہیں۔ بخار بھی ہے اور زکام بھی اسی شدت کا ہے ابھی ابھی جوشاندہ پلاکر آتی ہوں۔ خالہ جان... (جھجھکتے ہوئے) چینی کی ایک پیالی چاہیے۔

**ماں :** (مسنوعی غستے سے) مجھ سے کیوں پوچھتی ہو، تمہارا اپنا گھر ہے۔

**عالشہ :** (سوچ میں گم) اپنا گھر۔

**ماں :** (سمجھتے ہوئے) ہاں بیٹی اب تو چند دنوں کی بات ہے۔ جس روز صابر کو ملازمت ملی۔ اُسی روز شریا بہن سے شادی کی تاریخ طے کر لوں گی۔ اس دران عالشہ شیلف میں رکھے ہیں وہیں سے ایک کاٹ حکنا اٹھاتی ہے۔

**عالشہ :** ہائے خالہ۔ اس میں تو نہیں ہے۔ دال ہے۔

**ماں :** برابر دالے جھپورٹے ہیں ہیں ہے۔ اب اتنی چینی کہاں ملتی ہے کہ بڑا ہیں

بھر سکے۔

عالشہ :- خالہ جان، چار پیالیاں ہو گئیں۔

ماں :- پھر وہی بات اور اتنی جلدی بھی کیا ہے، چائے کے دلگھونٹ تو بھرتی جاؤ بلکہ خود بنالود چوہہ سے پچھے ہٹ کر، اب تمہیں اس چوہہ کے آگے کھڑے ہونے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

عالشہ سر جھکا کر مسکراتی ہے، چینی کی پیالی تپانی پر رکھ کر چائے بنانے لگتی ہے، اسی لئے صابر اندر داخل ہوتا ہے۔ سوٹ میں مبوس عالشہ کو چائے بنانے دیکھ کر ٹھہک جاتا ہے، پھر کونے میں کھڑی ماں پر نظر ٹپتی ہے جو مسکرا رہی ہے۔

صابر:- اُمی جلدی سے ناشستہ دے دو۔

ماں :- عالشہ سے کہو آج اس کی ڈیوٹی ہے۔

صابر:- (ناگواری سے) مجھے صرف ناشستہ چاہیئے، ڈیوٹی کسی کی بھی ہو۔

عالشہ مجھے دل سے ناشستہ آگے کھلتی ہے، ایک پیالی چائے باپ کے آگے بھی کھتی ہے اور پھر چوہہ کے قریب جا کر کھڑی ہو جاتی ہے، پشت صابر کی طرف ہے۔

صابر:- دچائے کا گھونٹ بھر کر، چینی کم ہے۔

عالشہ پچھے میں چینی لے کر آگے آتی ہے، پیالی میں ڈال کر چھپہ ہلاتی ہے، اس دوران صابر اس کی طرف دیکھتا ہے۔

باپ:- (صابر کی طرف دیکھ کر) ٹائی مناسب نہیں ہے۔

صابر:- (چونک کر) جی۔

عالشہ واپس چوہہ کے قریب چلی جاتی ہے۔

باپ:- میں کہہ رہا تھا کوئی دہتر قسم کی ٹائی لگا لیتے سوٹ نہیں کرتی۔

صابر:- (ٹائی پکڑ کر ہستے ہوئے) انڑو یو ٹائی کا ہونا ہے یا میرا۔

باپ : ان دونوں تو اڑو ٹھائیوں۔ سو ٹوں اور جو توں کا ہی ہوتا ہے۔  
صابر ناشتہ ختم کر کے اٹھتا ہے اور باہر جانے لگتا ہے۔

باپ : تم کہو تو میں اب بھی خان عماں کے گھر جا کر ان سے ٹیلی نوں کردا سکتا ہوں۔  
صابر ایک لمحے کے لیے دروازے کے پاس رکتا ہے اور پھر جواب دیے بغیر نکل جاتا ہے۔  
باپ کندھے سکیر کر اخبار پڑھنے لگ جاتا ہے۔

### سین نمبر ۳

ایک ایسا کرہ جو چورائی میں بے حد مختصر ہے۔ مگر طوالت میں عام کردن سے زیاد ہے۔ ایک سرے پر دکر سیاں جن پرانے طریقے کے لیے دو شخص اکٹھے بیٹھے ہیں کمرے میں اور کوئی فریضہ نہیں ہے۔ مخالف سرے پر صرف ایک گرسی ہے۔ صابر اندر داخل ہوتا ہے۔

صابر : السلام علیکم۔

دونوں شخص جو اپنے سر ملا تے ہیں۔ خاموش ہیں۔ صابر ایک لمحے کے لیے انتظار کرتا ہے۔ اور پھر خود ہی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔

شخص ۱ : تشریف رکھئے ( واضح نظر سے )

صابر : ( پُرسکون ) شکریہ۔

شخص ۲ : گھٹنوں پر کسی فائل دیکھتا ہے۔ صابر کی درخواست اور تعلیمی ڈگریاں باظاہر شخص مٹ سے مخاطب ہے۔ مگر اصل میں صابر کو ستانا پاہتا ہے۔

شخص ۱ : ( ایک کانڈاٹ کر ) فرست ڈویژن۔ پھر فرست ڈویژن۔ ان دونوں فرست ڈویژن حاصل کرنے بھی کتنا آسان ہو گیا ہے۔

شخص ۲ : ہمارے زمانے میں تو سالہا سال کے بعد کسی خوش تھمت کی ہی فرست ڈویژن آتی تھی۔

**شخص ۱ :-** بالکل میر ساحب، اور آج کل جو تھکنڈے استعمال ہوتے ہیں تو ہے۔ ہر دوسرا عالیہ علم فرست ڈوپٹن یہے پھر تاہے۔

**صاحب :-** (ناگواری سے) مجھے دوسروں کے بارے میں علم نہیں مگر میں نے ان فرست ڈوپٹنوں کیلئے دن رات ایک کیا ہے اور ان میں خوش قسمتی سماں کو دخل نہیں تھا۔

دو نوں شخص ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ **شخص ۲** پھر کانڈا ٹھتا ہے۔

**شخص ۳ :-** تقریبی مقابلوں میں چھہ اول انعام دیری اپریسیو (صاحب کی طرف دیکھو۔ مگر ابھی ایسا کہ آج کل ہر کوئی انعام حاصل کر رہتا ہے۔ پھر کانڈا دیکھتا ہے،) ہاکی ہاکھلاری۔

**شخص ۴ :-** ربات کاٹ کر اجی ہمارے زملے میں تو آں انڈیا ہاکی ر صابر کی عرف دیکھتا ہے اس کے پھرے پر مسکرا ہٹ، ہے اور کچھ موضع کر خاموش ہو جاتا ہے)

**شخص ۵ :-** (بدستور فائل میں کانڈہ میں مشغول) کالج کے رسائے کا ٹیڈی بیٹھی۔ بہت خوب۔ تو گویا ادب سے بھی لگاؤ ہے۔

**صاحب :-** جی۔

**شخص ۶ :-** آپ کے پسندیدہ ادیب کون سے ہیں؟

**صاحب :-** دارت شاہ۔

**شخص ۷ :-** دارت؟ (چیرت سے)

**صاحب :-** میاں محمد۔

**شخص ۸ :-** میاں۔ میاں کون؟

**صاحب :-** (زور دے کر) محمد۔۔۔ جتناقی اور خوشحال خان ٹھیک۔

**شخص:** :- (بڑے شستے سے) میں صرف یورپی اور ہوں کی بات کر رہا تھا۔ اگر کسی کو پڑھ دکھا ہے تو بتائیے۔

**صاحب:** - (تسلی سے) مجھے جیمز جو اس اور فریڈریک یولار کا پسند ہیں۔ دو دنوں شخص ایک دوسرے کو اس لمحہ دیکھتے ہیں جیسے صاحب نے اور ہوں کی بجائے پراند دن کی قسمیں گناہی شروع کر دی ہیں۔ وہ ان ناموں سے پہلی دفعہ آشنا ہوتے ہیں۔ اس خاموشی میں صابر سگریٹ سُلکاتا ہے۔

**شخص:** - درشتنی سے، یہاں سگریٹ پینا خلافِ آداب ہے۔  
**صاحب:** - (سبزیگی سے) لیکن آپ بھی تو سگریٹ پی رہے ہیں۔  
**شخص:** - مجبلاً کر سگریٹ پاؤں تسلی دیتا ہے۔ صابر بھی سگریٹ بجا دیتا ہے۔  
**شخص:** - تو ہم کیا گفتگو کر رہے تھے؟

**صاحب:** - اور ہوں کا ذکر ہو رہا تھا۔  
**شخص:** - آپ نے شیک پیر تو نہیں پڑھا؟  
**صاحب:** - دسویں جماعت میں پڑھا تھا۔  
**شخص:** - (کھانس کر) آپ نے اس کا وہ ڈرامہ پڑھا ہے۔ کیا نام - دیں سے مناطق ہو کر (بھئی وہ کون سا ڈرامہ تھا جس کی فلم پچھے دنوں نی دی پر دیکھی تھی۔

**شخص:** - (دہن پر زردے کر) ہیئت  
**صاحب:** - آپ شاید ہمیٹ کی بات کر رہے ہیں۔  
**شخص:** در دازے کی طرف دیکھ کر اس طرح اشارہ کرتا ہے جیسے وہ اگلے امیدوار کو اندھہ آئے کا ہے رہا ہو۔

**شخص:** - (کھیانے ہو کر) ہمیٹ نہ گڑ بڑ ہو جاتی ہے۔ ہیئت یا ہمیٹ۔ حالانکہ

جیسے معلوم ہے کہ ہیئت تو سکوٹر سوار پہنچتے ہیں۔

شخص سر ہلاکرتا یہ کرتا ہے، مسکراتا ہے۔ اس دران ایک نہایت خوش پوش نوجوان صابر کے پیچے آکھڑا ہوتا ہے۔ بکر تک جھکتا، دافرمانشی مسکراہٹ بیوں پر سجائے۔

**نوجوان:-** گڈ مارنگ سر۔ تھینک پوفارڈی کال تھینک یو۔  
شخص ہے۔ بیٹھئے۔

نوجوان اسی طرح ہاتھ ملتا ہے۔ مسکراتا ہے، کرسی کی جانب دیکھتا ہے، جہاں صابر ابھی تک بیٹھا ہے۔ دونوں اشخاص کی جانب دیکھتا ہے کہ اب کیا کر دیں۔ مگر انی دیر میں صابر اٹھتا ہے اور کمرے سے باہر نکل جاتا ہے۔ نوجوان دانت نکالتا ہے۔

**نوجوان:- سر؟**

### سین نمبر ۴

ایک دیران سڑک۔ کمپس کے قریب اگر نہر کے کنارے فٹ پاؤند ہو تو بہتر ہو گا۔ لیکن دیرانی کا تاثر ایک لازمی حصہ ہے۔ صابر پیون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے آہتا۔ آہستہ چل رہا ہے۔ ما یوسی کی بجائے سوچ کا عمل جاری ہے۔ نہر میں سورج کا عکس۔ صابر اس کی جانب چند ہیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ عکس اور صابر کے چہرے کے کلوزر۔ سگریٹ مسلکا کر پھر چلنے لگتا ہے۔ چال میں خود اعتمادی ایک لانگ شاٹ۔ پھر صابر کے چہرے کا کلوز فلیش بیک میں صابر کے کلوز میں سے چھ سالہ بیچے کا کلوز اُبھرتا ہے۔ پہلے منظر والا کلوز۔

تلیاں کپڑنے کا جال تنا ہوا ہے۔ کلوز۔

بیچے کا کلوز۔ مگر چہرے کے آگے جال تنا ہوا۔

شارٹ کپڑنیں بالکل دھی جس میں صابر فٹ پاؤند پر چل رہا ہے۔ مگر

اب اس نوادیے پر ایک بچہ چل رہا ہے۔ بچہ کی حرکات سے ظاہر ہے کہ اس کا باپ ہمراہ ہے۔ آپس میں باتیں کر رہے ہیں، بچہ ہر شے کو چھوٹا ہے۔ پکڑتا ہے۔ چیزوں کو جانے کا قدر تجسس، کبھی پتے اٹھا کر دیکھتا ہے۔ سفیدے کے بلند درختوں کو نگہ حیرت سے ہمکتا ہے۔ درختوں میں سے سورج چمک رہا ہے۔ بچہ کے ہونٹ نہیں بل رہے۔ مگر گفتگو بیک گراڈنڈ میں جاری ہے۔

**بچہ :-** ابو یہ دیکھئے۔ یہ پتہ کیسا ہے؟ بالکل میری تھیصل جیسا۔ ابو پتے پر بنی لکیریں اس کی قسمت کا حال بتاتی ہیں۔

**باپ :-** نہیں بیٹے۔۔۔ یہ صرف یہ بتاتی ہیں کہ پتہ سوکھ گیا ہے۔

**بچہ :-** ابو کیا میری تھیصل کی لکیریں قسمت کا حال بتاتی ہیں۔

**باپ :-** قسمت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، صابر بیٹے انسان خود اپنی قسمت بناتا ہے۔

**بچہ :-** وہ کیسے ابو؟

**باپ :-** محنت اور ارادے سے۔

**بچہ :-** اگر میں محنت کروں اور میرے پاس خوب بڑا سارا غبارے جتنا ارادہ

ہو تو میں اپنی قسمت خود بن سکتا ہوں۔

**باپ :-** ہاں بیٹے۔

**بچہ :-** پھر میں جو چاہوں گر سکتا ہوں؟

**باپ :-** تم جو بھی چاہو۔

یہاں پھر وہی شات، سورج کا عکس نہر میں چمک رہا ہے۔

**بچہ :-** (عکس کی طرف اشارہ) میں سورج کو بھی پکڑ سکتا ہوں۔

**باپ :-** (کچھ دیر سوچ کر) ہاں بیٹے اگر تم محنت کرو اور ارادہ گرلو تو تم سورج کو بھی حاصل کر سکتے ہو۔

فليش مل مٹ سکریں پڑاتے ہیں۔ پھر بلینک پسیں اس پسیں میں تلبیار پکرنے کا جال نمودار ہوتا ہے۔ ہنیڈل پر بچے کا ہاتھ مگر اس مرتبہ سفل نہیں بلکہ حرکت کرتا ہوا۔ جیسے کوئی شے پکڑنے کی جستجو ہو۔ اس شاٹ پر کار کے ہارن کی آواز اور لہب ہوتی ہے۔ فليش بیک ختم۔ صابر حسبِ معمول چل رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سٹرک پر ایک کا ہپل رہی ہے۔ ہارن بج رہا ہے۔ صابر چونک کہ متوجہ ہوتا ہے۔ کمال اس کا دوست کھڑکی میں سے سر زکالتا ہے۔

**کمال :-** یہ اپنے من میں ڈوب کر سُراغِ زندگی پانے کا عمل تھا۔

صابر اس کی آمد سے خوش ہے۔ ہنستا ہے۔

**کمال :-** واللہ انہا ک اسی کو کہتے ہیں اگر جان پہچان نہ ہوتی تو تمہیں صاحب کشف جان کر پاؤں پکڑ لیتا۔

صابر اس کی گفتگو سے لطفِ اندر ہوتا ہے۔ اور مسکرا تا ہے۔

**کمال :-** جب کبھی تمہارے گھر جاتا ہوں۔ "صابر" کی آذان پر ہمیشہ جواب آتا ہے۔ انٹرویو دینے گئے ہوئے ہیں۔ "شاپید یہ فقرہ ٹیپ کردار کھا ہے۔ تمہاری عالیہ بی بی نے۔ آج بھی یہی جواب ملا۔ ہیں نے سوچا ملاقات کو ایک عرصہ ہو چکا آج سُراغ لگا کر ہی رہوں گا۔ پچھلے دو گھنٹوں سے اپنا فیمتی پھرول نذرِ اتشَ رہا ہوں صابر ڈیر۔

(کارکار دار دار کھولتے ہوئے)

**کمال :-** چلو کسی کافی بار میں بیٹھ کر ایک دوسرے کی خیریت نیک مطلب چاہیں۔

بیٹھو۔

صابر کار میں بیٹھتا ہے۔ کار سٹارٹ ہو کر حلی جاتی ہے۔ کیمرہ نہ میں جھکے ہوئے سورج کے عکس پر۔

## سین نمبر ۵

کافی ہا۔ پُر سکون اور غصہ سی جگہ۔ جدید آرائش۔ بے کاؤنٹر کے پیچے مالک کھڑا ہے۔ صرف ایک دیرہ کوئے والی نسبتاً تاریک میز پر ایک ٹوکا اور لڑکی جو طالب علم ہیں ان کے علاوہ صرف ایک شخص کاؤنٹر کے ایک سوں پر بیٹھا کافی پی رہا ہے صابر اور کمال اندر داخل ہوتے ہیں۔ کمال کاؤنٹر کی طرف جانے لگتا ہے۔

صابر : - (کمال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر) نہیں اور صرنہیں کمال۔ سوں پر بیٹھ کر میرے پاؤں زمین پر نہیں لگتے۔

کمال : - (ہنس کر) عام حالات میں تمہارے پاؤں زمین پر کب لگتے ہیں۔ ہمیں تو خلاؤں میں ہی متعلق نظر آتے ہو۔ وہاں اس کوئے میں بیٹھ جائیں۔ صابر اور کمال ایک کوئے میں بیٹھ جاتے ہیں۔

صابر : - (سبحیدگی سے) تمہارا بھی یہی خیال ہے کہ میرے پاؤں زمین پر نہیں لگتے دھرتی سے میرے رشتے ناطے ٹوٹ چکے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کمال۔ میں تو زمین پر۔ اسی زمین پر رہنا چاہتا ہوں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس زمین کو میرے قدموں تلے سے کھینچ لیتے ہیں۔ مجھے جان بوجھ کر خلاؤں میں متعلق کر دیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر میرے پاؤں زمین پر ڈک گئے تو وہ خود ختم ہو جائیں گے۔

دیرہ آتا ہے۔ ہاتھیں مینو ہے۔

ویٹر : - (جھک کر مینو کمال کے آگے رکھتا ہے) سر؟

کمال : - مینو پر نظر ڈالے بغیر بے دھیانی میں، دو ڈبل لے آؤ۔ سوڈے کے ساتھ۔

دیرہ : - دھیرت سے، جی صاحب؟

کمال : - دچونک کر، میرا مطلب ہے دکافی لے آؤ۔ سینڈ و چز کے ساتھ (صابر